قربانی کا مقصد

محمد عزیر سلیم

جب پاپا نے بکرا لینے سے انکار کیا تو سمیر کا دل چکنا چور ہو گیا۔

''پاپا ہم اس دفعہ بکرا کیوں نہیں لیں گے؟ پچھلی دفعہ تو ہم نے بہت موٹا تازہ بکرا لیا تھا۔''

سمیر سوال پر سوال کیے جا رہا تھا لیکن اس کے پاپا کے پاس ان سوالوں کا کوئی جواب نہیں تھا۔

''بیٹا اب قربانی کرنے کی ہماری حیثیت نہیں ہے، پچھلے سال ہم قربانی کر سکتے تھے۔ حالات ایک جیسے نہیں رہتے۔ اس دفعہ ہمارے پاس اتنی گنجائش نہیں ہے کہ ہم قربانی کر سکیں۔''

اتنے میں گھر میں ''میں... میں...'' کی آواز آنے لگی۔ سمیر خوشی سے جھوم اٹھا کہ شاید پاپا نے اس کے لیے بکرا منگوایا ہے، لیکن باہر پہنچتے ہی اس کی یہ خوشی اداسی میں تبدیل ہوتی ہوئی دکھائی دی جب اس نے آصف کو بکرا لیے آتے ہوئے دیکھا۔ آصف کے ساتھ اس کا بھائی عمیر بھی تھا۔ سمیر روتا ہوا اپنے کمرے میں چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد سمیر کے پاپا اس کے کمرے میں گئے تو دیکھا کہ وہ رو رہا ہے۔ ''بیٹا کیوں رو رہے ہو؟''

''پاپا آپ نے دیکھا کہ وہ آصف بکرا ہاتھ میں لیے مجھے دکھا رہا تھا، انہوں نے تو بکرا لے لیا، آپ نے کیوں نہیں لیا؟ مجھے ہر حال میں بکرا چاہیے، مجھے بھی انہیں اپنا بکرا دکھانا ہے کہ ہم بھی بکرا لے سکتے ہیں، مجھے ان سے اچھا اور موٹا بکرا چاہیے، اور ہاں بکرا ہونا چاہیے بکری نہیں۔''

''بیٹا میں تمہیں کیسے سمجھاؤں، ہمارے پاس اتنی گنجائش نہیں ہے، ہم قربانی نہیں کر سکتے، تم

میری بات سمجھنے کی کوشش کرو۔اب تم ہی اس کو سمجھاؤ، میں تو سمجھا سمجھا کر تھک گیا ہوں۔‘‘سمیر کے پاپا نے اس کی مما کو کہا۔

’’کیا ہوا بیٹا، کیا بات ہے!‘‘ مما نے پیار سے پوچھا۔

’’مما دیکھیں ناں، سب نے بکرا لے لیا اور ہم نے نہیں لیا۔‘‘

’’بیٹا آپ کے پاپا ٹھیک کہہ رہے ہیں، آپ کو بکرے کے ساتھ کھیلنا ہی ہے ناں تو آصف کے بکرے کے ساتھ کھیل لو۔اسی کو اپنا بکرا سمجھ لو۔بس اب یہ رونا بند کرو اور اچھے بچوں کی طرح سو جاؤ۔‘‘

اگلے دن صبح سب سوئے ہوئے تھے لیکن ’’میں... میں‘‘ کی آواز سمیر کے کانوں میں گونج رہی تھی۔وہ اپنے بستر سے اٹھا اور صحن کی طرف گیا۔صحن میں آصف کا بکرا ’’میں... میں‘‘ کر رہا تھا۔سمیر نے دور پڑی ہوئی گھاس اٹھائی اور بکرے کو کھلانے لگا۔بکرا بھی بڑے آرام سے اس کے ہاتھوں سے گھاس کھا رہا تھا۔اتنے میں آصف منہ پر ہاتھ پھیرتا ہوا باہر نکلا، اور بکرے کے پاس سمیر کو دیکھا تو بدتمیزی سے بولا: ’’اوئے سمیر تمہاری جرأت کیسے ہوئی میرے بکرے کو ہاتھ لگانے کی؟ تم ہوتے کون ہو؟ آئندہ میرے بکرے کے قریب بھی نظر نہ آنا۔‘‘

’’آصف میری بات تو سنو، تمہارا بکرا میں... میں کر رہا تھا، اسے بھوک لگ رہی تھی، میں تو صرف اس کو گھاس کھلا رہا تھا۔‘‘

’’ٹھیک ہے ٹھیک ہے، اب زیادہ بہانے بنانے کی ضرورت نہیں، اب تم مجھے اس کے قریب بھی نظر نہ آنا۔‘‘

دادا جان ساتھ والے کمرے میں بیٹھے قرآن پاک پڑھ رہے تھے، انہوں نے سمیر اور آصف کی ہونے والی گفتگو سن لی۔ دوپہر کو آصف نے اپنے بکرے کو خوب سجایا اور پھر اسے گھمانے کے لیے میدان میں لے گیا۔ راستے میں جاتے ہوئے وہ دوستوں سے کہتا کہ دیکھو میرا بکرا کتنا خوبصورت ہے تمہارے بکرے سے، اور کتنا موٹا بھی ہے۔ جب یہ ساری باتیں دادا جان کو پتا چلیں تو انہوں نے آصف کو اپنے پاس بلایا اور کہا:

"بیٹا تم نے صبح سمیر کو بکرے کو گھاس کھلانے سے کیوں منع کیا؟"

"دادا جان وہ میرے بکرے کو گھاس کھلا رہا تھا، وہ اپنا بکرا لے اور اس کو کھلائے۔"

"بیٹا قربانی کا مطلب بکرا خرید کر اس کا دکھاوا کرنا نہیں ہے، تم قربانی کا غلط مطلب سمجھ رہے ہو، تم ثواب نہیں گناہ کما رہے ہو۔ قربانی کر کے ہم سنتِ ابراہیمی کی یاد تازہ کرتے ہیں، لیکن تم اس کو دکھاوا بنا کر خود کو اور اپنے والد کو گناہ گار کر رہے ہو۔

قربانی کرنا صاحبِ استطاعت پر فرض ہے۔ سمیر کے پاپا اس دفعہ استطاعت نہیں رکھتے اس لیے انہوں نے بکرا نہیں لیا۔ چوری کر کے، ڈاکا ڈال کے یا قرض لے کر قربانی نہیں کی جاتی۔ یہ صرف اور صرف اللہ کی رضا کے لیے ہے۔ دوسروں کو دکھانے کے لیے اگر قربانی کرو گے تو سارا ثواب جاتا رہے گا۔ تم کیا چاہتے ہو تمہارے پاپا تمہاری وجہ سے اللہ تعالیٰ کے آگے شرمندہ ہوں!

بیٹا عیدالاضحیٰ ہمیں آپس میں پیار، محبت، ایثار اور ایک دوسرے کے لیے قربانی کا درس دیتی ہے۔ اس مبارک دن میں ہم اپنے عزیزوں، غریبوں، مسکینوں کو بھی اپنے ساتھ شامل کرتے

ہیں۔ تمہیں چاہیے کہ جو لوگ قربانی نہیں کر سکتے ان کو اپنے ساتھ ملاؤ تا کہ زیادہ سے زیادہ ثواب حاصل کر سکو۔

بیٹا! قربانی کا مطلب صرف بکرے کی قربانی کرنا نہیں ہے، قربانی کا ثواب اور طریقوں سے بھی حاصل کیا جا سکتا ہے۔ تم نے صبح سمیر کو دھتکارا، اس کو کتنا دکھ ہوا ہوگا، وہ تمہارا کزن ہے کوئی غیر تو نہیں ہے۔ اس کے دل سے نکلی ہوئی ہر آہ تمہارے اور تمہارے پاپا کے ثواب کو کم کرتی رہے گی۔ اگر تم صبح سمیر کو کچھ کہنے کے بجائے اُسے اپنے ساتھ ملاتے تو تم اپنے جذبات کی قربانی دیتے۔ اگر تم ایسا کرتے تو تم نے سچ مچ قربانی کا مقصد جان لیا ہوتا۔ لیکن تمہیں سمجھانے کا کیا فائدہ؟ تمہارے سر پر تو دولت، عیش و آرام اور دکھاوے کا بھوت سوار ہے، اگر تم یہی چاہتے ہو تو ٹھیک ہے، جا کر خوشی سے لوگوں کو دکھاؤ اپنے بکرے کو۔ ان کے ساتھ مقابلہ کرو، میں تمہیں کچھ نہیں کہوں گا۔"

"دادا جان مجھے معاف کر دیں"۔ آصف کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ "میں بھول گیا تھا، میں دکھاوے کو ثواب سمجھ بیٹھا تھا، آپ مجھے معاف کر دیں۔"

"بیٹا معافی مجھ سے نہیں سمیر سے مانگو جس کا تم نے دل دُکھایا۔"

"ٹھیک ہے دادا جان۔"

سمیر دروازے پر کھڑا ساری باتیں سن رہا تھا۔

"سمیر مجھے معاف کر دو، میں نے تمہارا دل دُکھایا، یہ بکرا میرا نہیں بلکہ تمہارا بھی ہے، آؤ دوسرے بچوں کو بھی اپنے ساتھ شامل کریں اور اس کو گھمانے کے لیے لے کر چلیں۔"

یہ کہتے ہی دونوں دروازے کی طرف گئے اور دادا جان مسکراتے ہوئے دونوں کو جاتا دیکھ کر اپنے کمرے کی طرف روانہ ہو گئے۔

(بشکریہ: روزنامہ جسارت)

(Jasarat Magazine, October 21, 2012)

پیشکش: ابوزبیر

[www_alkalam_pk@yahoo.com]